18

ترقی کرنے والی قوموں کو اپنی طاقت کا ایک حصہ ضرور ضائع کرنا پڑتا ہے

(فرمودہ 4/اگست 1950ء بمقام پارک ہاؤس کوئٹہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''آج مَیں دوستوں کو ایک واقعہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جو اگرچہ چھوٹا سا ہے مگر اپنے اندر بہت بڑا سبق رکھتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہمارا ارادہ تھا کہ 2/اگست کو ہم ''زیارت'' جائیں اور 3/اگست کو واپس آ جائیں۔ چنانچہ جماعت نے اِس غرض کے لئے وہاں کھانے تیار کروائے، موٹروں کا انتظام کیا اور پھر بعض احباب نے دفاتر سے چُھٹیاں بھی لے لیں اور ساتھ جانے پر تیار ہو گئے۔ لیکن رات کو مجھے دردِ نقرس کی ایسی شدید تکلیف ہو گئی کہ ساری رات بیٹھ کر اور ٹکور کرتے کرتے گزری۔ صبح پہلے تو میں نے خیال کیا کہ وہاں چلے جائیں لیکن بعد میں یہ تجویز گر گئی اور ہم وہاں نہ جا سکے۔ میں سمجھتا ہوں اس میں خدا تعالیٰ کی کوئی حکمت ہو گی۔ مگر وہ دوست جنہوں نے اِس سفر کے لئے تیاری کی تھی اُن کے متعلق مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ افسردہ سے رہے اور بہت افسوس کرتے رہے۔ بعض دوستوں نے مجھے یہ بھی کہا کہ ہم اسٹیشن ویگن لے آتے ہیں آپ اُس میں لیٹ جائیں اِس طرح سفر آسانی سے کٹ جائے گا اور آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ اِس میں کوئی شُبہ نہیں کہ میری گزشتہ عمر کا ایک بڑا حصہ ایسا تھا کہ ہم جب کہیں جانے کا ارادہ کر لیتے تھے تو خواہ آندھیاں ہی کیوں نہ چل رہی ہوں اور خواہ موسلا دھار بارش ہی کیوں نہ برس رہی ہو ہم وہاں چلے جاتے تھے۔ لیکن ہر عمر کے لئے الگ قسم کے کام

زیب دیتے ہیں۔ایک عمر ایسی ہوتی ہے کہ اس میں انسان کو خدائی قانون کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ جہاں تک احباب کی خواہش تھی یہ اچھی چیز ہے۔لیکن جس رنگ میں بعض روایتیں مجھے پہنچی ہیں اور پھر اپنے ملک کی عام ذہنیت جو میں جانتا ہوں اُس کو مدنظر رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ دوستوں کی افسردگی میں کچھ اس بات کا بھی دخل تھا کہ جو کھانے انہوں نے پکائے تھے وہ ضائع چلے گئے۔لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام نے اِس کے متعلق بھی بحث کی ہے۔اسلام نے بعض احکام ایسے دیئے ہیں جو بظاہر چیز کے ضائع کرنے والے ہیں لیکن ثواب حاصل کرنے کے لئے انہیں فرض قرار دیا گیا ہے۔مثلاً حج کے موقع پر جو قربانی ہوتی ہے وہ بھی بظاہر ضائع ہوتی ہے۔اب تو وہاں لوگ کثرت سے جاتے ہیں اور قربانیوں کا ایک حصہ ان کے استعمال میں آجاتا ہے لیکن اِس سے قبل کسی زمانہ میں گوشت کھانے والے وہاں کم تعداد میں ہوتے تھے اور قربانی کا رواج زیادہ تھا۔ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب حج کے لئے تشریف لے گئے تو آپ کے ہمراہ ہزاروں قربانیاں تھیں اور اُنہیں کھانے والے کوئی نہیں تھے۔فرض کرو ایک بکرے میں بیس سیر گوشت ہو، ایک گائے میں دو من گوشت ہو اور ایک اونٹ کے اندر پانچ سات من گوشت ہو تو ہزاروں قربانیوں کے نتیجہ میں کتنا گوشت ضائع ہوتا ہوگا۔اگر ہم فرض کرلیں کہ ہر شخص ایک سیر گوشت کھائے اگرچہ ہر شخص ایک سیر گوشت نہیں کھا سکتا کیونکہ بعض بچے اور عورتیں بھی ہوتی ہیں وہ کم کھاتے ہیں لیکن اگر ایک سیر گوشت فی کس بھی رکھ لیں تو اس کے یہ معنے ہیں کہ ایک اونٹ ذبح ہوا تو دوسَو افراد نے کھایا۔اب اگر دس افراد میں سے ایک نے قربانی کی ہو تو صرف بیس فیصدی گوشت کام آتا ہے باقی سب ضائع چلا جاتا ہے۔

میں نے جب حج کیا تو میں نے سات دنبے ذبح کروائے تھے۔ان میں سے ایک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تھا، ایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے تھا، ایک حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی طرف سے تھا، ایک حضرت اماں جان کی طرف سے تھا اور ایک ساری جماعت کی طرف سے تھا۔کُل سات دنبے تھے جو ذبح کروائے گئے۔میں نے دیکھا کہ قصاب ابھی چُھری اُس کی گردن سے ہٹاتا ہی تھا کہ یکدم دنبہ غائب ہوجاتا تھا۔اِدھر چُھری ہٹائی اور اُدھر بدوی لوگوں نے دنبے کی ٹانگ پکڑی اور اُسے گھسیٹ کر لے گئے۔لیکن اس پر کوئی جھگڑا نہیں ہوتا تھا۔وہ قہقہے لگاتے جاتے تھے۔ کیونکہ اُس علاقہ میں حج کے دنوں میں گوشت کی کوئی قیمت نہیں سمجھی جاتی۔اِس طرح ہمارے تین دنبے

ضائع ہو گئے۔ ہمارے ساتھ عبدالحی صاحب عرب بھی تھے چوتھے دنبے پر ہم نے انہیں بٹھا دیا لیکن غائب کرنے والے چونکہ زیادہ ہوتے تھے اس لئے اگر ہم نہ ہوتے تو شاید ان کو بھی آدمی گھسیٹ لے جاتے۔

غرض وہاں گوشت کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ وہ بالعموم ضائع چلا جاتا ہے۔ لیکن قربانی حج کے فریضہ کا ایک حصہ ہے۔ جس سے اسلام نے ہمیں یہ سبق سکھایا ہے کہ دین کے لئے بعض وقت اموال کا ضیاع بھی کرنا پڑتا ہے۔ جب تک ضیاع نہ کیا جائے اُس وقت تک قومیں بچ نہیں سکتیں۔

پس اگر ہم زیارت چلے جاتے تو احباب کو یہ ثواب تو ضرور ہوتا کہ انہوں نے ہماری خاطر کی اور مہمان نوازی سے کام لیا۔ لیکن ہمارے زیارت جانے کی وجہ سے جو اُنہیں ثواب ہوتا وہ اُس ثواب کے برابر نہیں جو ہمارے نہ جانے کی وجہ سے انہیں ہوا۔ گو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اُن کے افسوس کے بعد اب اُتنا نہیں رہا جو اُن کے اِس نکتہ کے سمجھ لینے پر ہونا تھا۔

دنیا میں جتنی قومیں ترقی کرتی ہیں انہیں اپنی طاقت کا ایک حصہ ضائع کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً فوج ہے بعض دفعہ ایک سپاہی فوج میں داخل ہوتا ہے اور ریٹائر ہو جاتا ہے لیکن اُسے لڑنے کا موقع نہیں ملتا گویا اُس پر جو روپیہ خرچ ہوا وہ ضائع چلا گیا۔ لیکن اگر حکومت ایسا نہ کرے تو تباہ ہو جائے۔ پس جس طرح دنیوی کاموں میں طاقت کے ایک حصہ کا ضیاع اہمیت رکھتا ہے اِسی طرح دینی کاموں میں بھی طاقت کے ایک حصہ کا ضیاع بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اگر لوگ ضیاع سے بچنے کی کوشش کریں تو اُن کی مہمان نوازی اتنے نچلے درجہ پر آ جاتی ہے کہ اس کی حد نہیں۔ مثلاً ہمارا پنجاب ہے میں یہ نہیں کہتا کہ پنجابی مہمان نواز نہیں ہوتے لیکن صوبہ سرحد کی نسبت پنجابی کم مہمان نواز ہوتے ہیں۔ پنجاب میں لوگ خیال کرتے ہیں کہ اگر کوئی دعوت میں نہ آیا تو کھانا ضائع ہو جائے گا۔ اس لئے بالعموم وہ اس طرح کرتے ہیں کہ اِدھر مہمان آیا اور اُدھر اُس کے لئے کھانا تیار کرنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے مہمان کو کھانے کے لئے کافی انتظار کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ ضائع ہونے والی چیز میں زیادہ ثواب ہوتا ہے۔ چیز کے ضائع کرنے سے اسلام نے وہاں منع کیا ہے جہاں ضیاع عقل کے خلاف ہو۔ اور جہاں ضیاع عقل کے مطابق ہو وہاں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہمیں زیادہ ثواب دینے کا ہے۔ اِس بارہ میں تم جتنی منطق استعمال کرو گے اُتنی ہی تمہاری روحانیت کم ہو جائے گی۔ اور جتنی منطق تم کم استعمال کرو گے اُتنی ہی تمہاری روحانیت زیادہ ہو گی اور ثواب زیادہ ہو گا۔ زیارت نہ جانے کا مجھے تو افسوس کیا ہونا تھا شاید عورتوں اور بچوں کو افسوس ہو لیکن آپ لوگوں کے لئے افسوس کا کوئی مقام نہیں۔ آپ کو ایک

ثواب تو مہمان نوازی کا ہوگا اور ایک ثواب خواہش کے پورا نہ ہونے کا ہوگا۔

حضرت معاویہؓ کے متعلق لکھا ہے کہ ایک دفعہ اُن کی صبح کی نماز جاتی رہی۔ مؤذن نے اطلاع تو دی لیکن حضرت معاویہؓ کی وقت پر آنکھ نہ کھل سکی۔ اِس کا آپ کو اتنا صدمہ ہوا کہ آپ سارا دن روتے رہے اور خدا تعالیٰ سے اس کی معافی مانگتے رہے۔ دوسرے دن انہوں نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک شخص انہیں جگا رہا ہے۔ انہوں نے جگانے والے سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اُس نے کہا میں شیطان ہوں۔ حضرت معاویہؓ نے کہا شیطان کا کام تو نماز سے روکنا ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ نماز پڑھو۔ اس نے کہا ہوں تو میں شیطان اور میرا کام نماز سے روکنا ہی ہے مگر کل میں نے آپ کو نماز سے روکا تو اِس کے نتیجہ میں آپ سارا دن روتے رہے۔ اِس پر اللہ تعالیٰ نے کہا چونکہ ایک نماز کے جانے سے اسے اتنا صدمہ ہوا ہے اس لئے اسے پچاس گُنا ثواب دے دیا جائے۔1 میری غرض تو آپ کو ثواب سے محروم رکھنا تھا لیکن یہاں بات اُلٹ گئی اور آپ کو ایک نماز کی بجائے پچاس نمازوں کا ثواب مل گیا۔ اس لئے میں نے کہا انہیں جگا دوں تا کہ ایک نماز کا ہی ثواب ملے پچاس نمازوں کا نہ ملے۔ غرض جب کسی کام کا ارادہ فسخ ہو جاتا ہے تو اُس کا ثواب بھی ملتا ہے۔ ایک تو خدمت کا اور ایک اِس کا کہ جو خواہش تھی وہ پوری نہ ہوئی۔

بہرحال بیدار قوموں کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ایک حصہ کام کا ہمیشہ ضائع ہوتا رہتا ہے۔ منافق لوگ اکثر مجھ پر اُس روپیہ کی وجہ سے جو بظاہر ضائع ہوتا معلوم ہوتا ہے اعتراض کیا کرتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہمارے زیادہ کام آتا ہے۔ مثلاً ہم سمجھتے ہیں کہ کابل میں تبلیغ کا رستہ جلد کھلنے والا ہے۔ اس پر ہم پانچ سات پٹھانوں کو بُلا کر انہیں تعلیم دیتے ہیں اور بطور مبلغ انہیں تیار کرتے ہیں لیکن بعد میں وہ رستہ نہیں کُھلتا۔ منافق لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ روپیہ کیوں ضائع ہوا۔ حالانکہ وہ یہ نہیں جانتے کہ اگر رستہ کُھل جاتا تو پھر ہم کیا کرتے، وہاں تبلیغ کے لئے کہاں سے مبلغ لاتے۔

غرض قوم کی تعمیر سے تعلق رکھنے والے جو کام ہوتے ہیں اُن پر منافق ہمیشہ اعتراض کرتے رہتے ہیں اور دوسرے نادان بھی یہ سمجھ لیتے ہیں کہ واقعی روپیہ ضائع ہو رہا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ قوم کے تعمیری کام وہی ہوتے ہیں جن پر ایک ظاہر بین کی نگاہ میں روپیہ ضائع ہو رہا ہوتا ہے۔''

(الفضل مورخہ 15 نومبر 1961ء)

1: مثنوی مولوی معنوی مولانا جلال الدین رومی دفتر دوم صفحہ 63 تا 67 مطبع کانپور ''بیدار کردن ابلیس حضرت امیر المومنین معاویہ...''